

کو ہے کہ منظر کھلتا ہے)

تیمور :- سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

قاسم :- OUT OF QUESTION :-

کیٹی :- مگر کیوں ڈیڈی؟ کیا حرج ہے؟

قاسم :- حرج؟ (کھانسا ہے) اُن دیرانوں میں ALL ALONE بھی جان کا خطرہ ہے۔

تیمور :- (مسکرا کر) اور کیٹی ڈیر... وہاں ناشتے کے لیے اٹالین کو فی اور فرینچ روز وغیرہ بھی نہیں ملتے... تم تو دور دراز میں توبہ توبہ کرتی بھاگ آؤ گی۔

کیٹی :- میں تمہاری طرح مشین نہیں ہوں۔

تیمور :- GRANTED مگر تمہیں ان آسائشوں کی عادت ہو چکی ہے۔ وہاں صحراؤں میں کہاں دھکے کھاتی پھر دو گی، اور پتہ ہے اونٹوں میں سے بُو بھی آتی ہے۔

THEY SMELL.

قاسم :- تمہاری شادی میں صرف چار ماہ باقی ہیں۔ پیرس کے ڈیزائینر انہی دنوں اپنے LATEST DRESSES کا DISPLAY کرتے ہیں، تم جا کر کم از کم اپنے لیے شاپنگ ہی کر لو... کیوں تیمور۔

تیمور :- ہاں کیٹی PARIS WILL DO YOU GOOD.

کیٹی :- مجھے یورپ پسند نہیں۔ ڈیڈی پلیز...

قاسم :- (مسکرا کر) میں یہاں اُداس ہو جاؤں گا تمہارے بغیر...

کیٹی :- آپ کو تو پتہ بھی نہیں چلے گا ڈیڈی اور میں واپس آ جاؤں گی۔ یہاں بھی

تو کئی کئی دن آپ سے ملاقات نہیں ہوتی۔ بس بزنس۔ بزنس۔ بزنس۔

تیمور :- (کھانسا کر) ہاں بزنس... انسان بھی کتنا مجبور ہے (اٹھتا ہے) اب مجھے

جاپانی ڈیلی گیشن کے ساتھ دوبارہ کھانا کھانا ہوگا... اجازت... کیٹی منہ
پھیر لیتی ہے، خدا حافظ... (کیٹی اور قاسم تھوڑی دیر خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔
جیسے کچھ کہنے کو باقی نہیں رہا۔

قاسم :- (گھڑی دیکھتا ہے) چند دوست اکٹھے ہو رہے ہیں ایک جگہ.... جانا تو
نہیں چاہتا مگر وعدہ کر رکھا ہے... تم دی سی آر پر کوئی مووی دیکھ لو میں جلد
ہی آجاؤں گا۔ (قدرے شرمندہ سا ہو کر چلا جاتا ہے۔ کیمرا کیٹی پر جاتا ہے بس
کی آنکھوں میں ہلکی نمی ہے)

کیٹی :- اشفاق...

(اشفاق یعنی VALET داخل ہوتا ہے۔ یہ شخص بالکل ہوں ہاں نہیں کرتا صرف
خاموشی سے سنتا ہے اور کام کرتا ہے۔

کیٹی :- مراد بابا کو بلاؤ۔

(اشفاق جاتا ہے کیٹی بلوچستان والا رسالہ دیکھتی ہے۔ بوڑھے کی تصویر آتی ہے تو کیمرا
اپ ہوتا ہے۔ سامنے مراد بابا کھڑا ہے)

مراد :- جی کیٹی بی بی۔

کیٹی :- بیٹھ جائیں۔

(مراد حسب عادت دوڑ جا کر آلتی پالتی مار کر بیٹھ جاتا ہے)

کیٹی :- اتنی دور نہیں، آپ کے اور میرے درمیان فاصلے کم ہونے چاہئیں۔

(کیٹی اٹھتی ہے اور مراد کے قریب جا کر تالین پر بیٹھ جاتی ہے)

کیٹی :- آپ نے کہا تھا کہ تیمور صاحب اچھا آدمی ہے۔ (مراد سر ہلاتا ہے) وہ اچھا

آدمی نہیں ہے... میں اور آپ اچھے آدمی ہیں۔ کیونکہ ہم دونوں کو اونٹوں
سے بو نہیں آتی۔

CUT

مونٹاژ

مُراد بابا اور کیٹی جہانہ کی سیڑھیاں اتر رہے ہیں۔ کیٹی نے ایک چھٹا سا رپا
 ایک کاندھے سے لٹکایا رکھا ہے۔ ایئر پورٹ سے باہر آتے ہیں۔ ایک بس میں سفر کرتے
 ہیں جو کسی دیران ٹرک پر جا رہی ہے، بس ایک جگہ رکتی ہے۔ دونوں اترتے ہیں۔ مُراد
 اشارہ کرتا ہے، جیسے ادھر میرا گاؤں ہے۔ دونوں پیدل چلنے لگتے ہیں، رات ہو جاتی
 ہے۔ ایک چھوٹے سے گاؤں میں داخل ہوتے ہیں۔ ایک کُتا بھونکتا ہے۔ کیٹی ٹٹمک
 کر کھڑی ہو جاتی ہے۔

کیٹی :- بابا یہ کاٹتے تو نہیں؟

مُراد :- نہیں کیٹی بی بی یہ میرے گاؤں کے کتے ہیں، مجھے پہچانتے ہیں۔

کیٹی :- اور مجھے؟

مُراد :- (دہنس کر) آپ بس تو اسی گاؤں کی ہیں بی بی... آئیں وہ سامنے میرا گھر ہے۔

(دونوں چلتے ہیں۔ گھر تک پہنچتے ہیں۔ مُراد دستک دیتا ہے۔ مُراد کا مڈل ایسڈ بیٹا صاع دروازہ
 کھولتا ہے۔ باہر اندھیرا ہے۔)

صالح :- کون ہے؟

مُراد :- (ہنستا ہے) کہاں ہے ادھر گاؤں کے کتے سبھے پہچان لیتے ہیں اور میرا بیٹا

پوچھتا ہے کہ.....

صالح :- (باہر نکل کر ہم آغوش ہو جاتا ہے) بابا آپ.... رُب خیر کرے، بابا ہم نے

تو سوچا تھا کہ آپ عید کو آئیں گے.... کیٹی نو دیکھتا ہے جو خاموش کھڑی رہے۔

مُراد :- یہ کیٹی بی بی ہیں قاسم صاحب کی بیٹی۔

صالح :- (گھبرا کر) اچھا؟... آئیں آئیں۔ یہن آجائیں آپ کا گھر ہے۔

صالح :- (گھر کے اندر بساتے ہوئے) خام - ثریا... ادھر آؤ۔ ادھر آؤ۔

دبچھلی کوٹھڑی سے دو لڑکیاں نکلتی ہیں۔ ایک نوجوان دوسری اس سے درپرس چھوٹی)

صالح :- دیکھو بڑا بابا آیا ہے اور اس کے صاحب کی بیٹی۔

کیٹی :- (ہاتھ بڑھا کر) میرا نام کیٹی ہے۔ (وہ چپکے کھڑی رہتی ہیں اور ہنستی ہیں۔

پھر کیٹی آگے بڑھ کر انہیں ملتی ہے)

صالح :- آپ بیٹھو بی بی....

مراد :- تم کیسے ہو صالح۔

صالح :- اللہ کا شکر ہے۔ اور آپ؟

مراد :- اللہ کا شکر ہے...

دستے میں خام دودھ کا گلاس اندر سے لاتی ہے اور کیٹی کو دیتی ہے)

کیٹی :- شکریہ (ایک گھونٹ بھرتی ہے تو ابکائی آتی ہے۔ بمشکل دوسرا گھونٹ

بھرتی ہے۔ اور گلاس رکھ دیتی ہے۔)

خام :- بکری کا دودھ ہے بی بی۔

کیٹی :- بکری کا؟ (منہ بناتی ہے پھر مسکراتی ہے) وہ بس ابھی عادت نہیں

ہے ناں۔

مراد :- (اپنی پوتیوں سے) یہاں کھڑی دیکھتی رہو گی ہمان کی طرف۔ کچھ بندوبست

نہیں کر دو گی؟

(دونوں لڑکیاں ہنستی ہوئی اندر چلی جاتی ہیں) صالح، ہماری بی بی خانہ بدوشوں

کے بارے میں کتاب لکھ رہی ہے اس لیے ادھر آئی ہے.... کوئی قافلہ گذرا ادھر

سے...

صالح :- خان زمان کا قافلہ آئے گا پرسوں صبح....

کیٹی :- میں اسے دیکھ سکوں گی؟
 صالح :- خان زمان دوست ہے، میں آپ کو بے چلوں گا اُدھر۔
 (ڈزالو)

(کھانا کھا رہے ہیں)
 کیٹی :- یہ مرغی تو بہت مزیدار ہے خانم۔
 ثریا :- بی بی ہم اس کے اندھے کھاتے تھے وہ بھی مزیدار (صالح گھورتا ہے تو وہ خاموش ہو جاتی ہے)
 کیٹی :- ایک ہی مرغی تھی آپ کے پاس (ثریا چپ رہتی ہے) بہت زیادتی کی
 آپ نے مراد بابا (کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتی ہے)
 مراد :- (پورے یقین سے) بی بی اللہ نے اس مرغی آپ کا نام لکھا تھا۔ یہ تو
 آپ کے لیے تھی ... ہم نے تو اسے صرف پکایا ہے۔
 (کیٹی بے حد متاثر ہوتی ہے اور کھانے لگتی ہے)
 (ڈزالو)

(ایک چھوٹی کوٹھڑی میں سادہ چار پائی۔ دونوں لڑکیاں کیٹی کو بستر دکھاتی ہیں،
 اور چلی جاتی ہیں۔ کیٹی سخت بستر پر بیٹھتی ہے اور پھر اسے اپنے شانہ نہ بستر کا خیال
 آتا ہے۔ دیا بجھا کر سو جاتی ہے)

———— CUT ————

منظر ۵

ایک مونتاژ۔ کیٹی، ثریا اور خانم سے باتیں کر رہی۔ یہ صبح ہو رہی ہے۔
 گاؤں میں گھوم رہی ہے اور بڑی دلچسپی سے ہر شے دیکھ رہی ہے۔ رات کو بڑی
 خوش خوش کھانا کھاتی ہے اور سو جاتی ہے،
 ——— CUT ————

منظر ۶۔

(مُراد کا گھسرایا ہوا۔ مُراد کوئی کام کر رہا ہے مثلاً چار پانی بنا رہا ہے، کیٹی نوٹس

لکھ رہی ہے، لڑکیاں کھانا پکا رہی ہیں، صالح داخل ہوتا ہے،

صالح :- السلام علیکم (سب لوگ جواب دیتے ہیں،

مُراد :- تھک گئے ہو بیٹا۔

صالح :- انسان تھکتا تو ہے بابا۔۔۔۔۔ ان کی ماں زندہ رہتی تو شاید مجھے تھکن

بھی نہ ہوتی۔

مُراد :- اللہ کی مرضی صالح۔

صالح :- آپ بھی ہمیں چھوڑ کر ادھر شہر چلے گئے ہیں۔

مُراد :- (آہستہ سے تاکہ کیٹی نہ سُن لے) گزارا نہیں ہوتا تھا اس لیے گیا۔

مرضی سے نہیں گیا۔ خانم اور ثریا کی شادی ہو جائے تو میں واپس آ جاؤں گا۔

صالح :- (کیٹی سے) آپ کیسے ہو بی بی ؟

کیٹی :- ہم اچھے لوگ ہیں ہمیں اونٹوں سے بڑ نہیں آتی کیوں بابا۔

مُراد :- دہنتا ہے، ہاں بی بی۔

صالح :- (جیرت زدہ ہو کر دیکھتا ہے) پھر کچھ سوچ کر ایک دم کہتا ہے، بی بی جی

خان زمان آگیا ہے۔

کیٹی :- کون خان زمان ؟

صالح :- وہی قلفے والا۔۔۔ اس کا قافلہ تو آگیا۔ ان کو آپ لوگ تو خانہ بدوش

بولتا ہے۔

کیٹی :- (بے حد خوش) کیا میں اُس سے مل سکتی ہوں، اس کا قافلہ دیکھ سکتی

ہوں ؟

مراد :- خان زمان ابھی ادھر رہے گا بی بی۔ کل صبح چلے جانا۔۔۔ دیکھ آنا۔۔۔
(ہنستا ہے) اس کے ادنیوں سے بو آتی ہے۔

— CUT —

منظر ۷

داگلی صبح۔ مراد اور کیٹی گھر سے نکلتے ہیں۔ گاؤں سے باہر جاتے ہیں۔ ایک میدان میں خانہ بدوش خیمہ زن ہیں۔ خیموں میں بیٹھی عورتیں کیٹی کو دیکھتی ہیں، کہتے بھونکتے ہیں۔ اونٹ جگالی کر رہے ہیں۔ ایک بہت ہار عجب مونچھوں والا خانہ بدوش خان زمان بکری کا بچہ اٹھائے ہوئے آتا ہے۔ دونوں کو آتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر بابا مراد کو پہچان لیتا ہے،

سنی :- ادئے مراد۔۔۔ ادئے بے وفا شخص آج ادھر کدھر آ گیا۔۔۔ آؤ آؤ۔۔۔
داگے بڑھ کر ہاتھ ملاتا ہے

مراد :- تم کبھی مجھے ملنے کے لیے آئے ہو۔
خان زمان :- تم تو نہیں رہتے ہو۔ خانہ بدوش کا شہر میں کیا کام (کیٹی کی طرف دیکھتا ہے) یہ ٹورسٹ ہے؟

مراد :- نہیں ہم وطن ہے۔ میرے صاحب کی بیٹی ہے۔ تم لوگوں پر کتاب لکھ رہی ہے۔
خان زمان :- اچھا۔ لکھو لکھو۔

کیٹی :- اگر آپ مجھے اپنے اور اپنے خاندان کے بارے میں بتائیں گے تو ضرور لکھوں گی۔ آپ کے کتنے بہن بھائی ہیں؟

خان زمان :- (سوچ کر) چالیس

کیٹی :- چالیس۔

خان زمان :- ہم سب جو اگٹھے سفر کرتے ہیں بہن بھائی ہیں۔۔۔

کیٹی :- (ہنس کر) اس طرح تو آپ کے بچے بھی بہت ہوں گے۔
 خان زمان :- یہ سب میرے بچے بھی ہیں... ادھر آؤ مراد میرے خیمے میں تم کو تہہ
 پلاؤں... (دونوں کو خیمے میں لے جاتا ہے۔)

— CUT —

مونٹاژ

(کیٹی قافلے میں گھوم پھر کر دیکھ رہی ہے، بچوں کے ساتھ کھیلتی ہے۔ عورتیں جو کام
 کرتی ہیں وہ کام کرتی ہے۔ اونٹوں کا معائنہ کرتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ مختلف ڈزالو
 دکھاتے ہیں۔ پھر قافلہ جانے کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اونٹوں پر سامان لاد رہے ہیں۔
 خان زمان کوچ کے انتظامات کر رہا ہے۔ مراد اور کیٹی دیکھ رہے ہیں۔ جب تیاری
 مکمل ہو جاتی ہے تو خان زمان آتا ہے،

خان زمان :- اچھا خدا حافظ مراد... پھر ملیں گے اگر زندگی ہوتی۔

مراد :- ہاں خان زمان پھر ضرور ملیں گے۔

خان زمان :- خدا آپ کو اپنی امان میں رکھے کیٹی بی بی دیکرہ کیٹی پر جو گہری سوچ

میں ہے۔ جیسے کوئی فیصلہ کر رہی ہو۔

کیٹی :- خان زمان صاحب... آپ کا یہ سفر کتنے روز کا ہے؟

خان زمان :- دس روز جانا ہے اور پھر آؤ ہر دو دن کے بعد واپس ادھر۔

کیٹی :- اگر... دیکھیں... آپ مجھے ساتھ لے جاسکتے ہیں... میں... آپ کو

کوئی تکلیف نہیں دوں گی۔

خان زمان :- سفر میں تنگی بہت ہوتی ہے۔

مراد :- کیٹی بی بی؟

کیٹی :- بیس بائیس روز کی تو بات ہے مراد بابا...

مراد :- لیکن تیمور صاحب اور قاسم صاحب ...
 کیٹی :- ان کو میرا خط مل گیا ہوگا ... اور پھر ان کو بزنس سے کہاں فرصت ہوگی۔
 ہاں تو خان زمان صاحب کیا میں آپ کی ہم سفر بن سکتی ہوں؟
 خان زمان :- اس کے رک سیک کو اس کے کندھے سے اتارتا ہے، یہ آپ کا
 سامان ہے؟ (ایک اونٹ پر رکھتا ہے) چلو بیٹھو، بسم اللہ کرو (اسے بھی
 اونٹ پر بٹھا دیتا ہے)

(کارواں کے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔ بابا مراد درمیان میں کھڑا ہے۔ پھر میدان خالی رہ
 جاتا ہے اور بابا مراد اکیلا کھڑا دکھائی دیتا ہے۔)

CUT

(کیٹی کا ڈرائیونگ روم۔ تیمور اور قاسم ڈائمننگ ٹیبل پر خاموش بیٹھے ہیں۔ ویٹر ایک
 کونے میں مودب کھڑا ہے۔ قاسم سر اٹھاتا ہے اور ویٹر کو باہر جانے کا اشارہ
 کرتا ہے۔)

قاسم :- پھر کیا کیا جائے؟
 تیمور :- محترمہ پہلے تو یکدم غائب ہو گئیں۔ خیال تھا کہ لوٹ آئیں گی، چند روز میں
 اپنے خانہ بدوش دیکھ کر اور اب لکھتی ہیں کہ میں ابھی دو تین ہفتے تک
 نہیں آسکوں گی ... میں کیا بتاؤں کہ کیا کیا جائے؟
 قاسم :- ذہن میں کبھی کبھار یہ خیال سر اٹھاتا ہے کہ ہم نے اسے وہ رزاقیت وہ
 دوستی نہیں دی جو اس کی ضرورت تھی اس کا حق تھا ہم پر۔
 تیمور :- لیکن ماڈرن لائف ہمیں اتنا وقت تو نہیں دیتی کہ ہم بچوں کے پاس بیٹھ
 کر گپ لگاتے رہیں۔ ڈیڈی ... آپ جو مشقت کرتے ہیں، میں جو محنت
 کرتا ہوں، وہ کس کے لیے ہے؟

قاسم :- مگر.... میں فکر مند ہوں...

تیمور :- وہ OLD GOAT مراد بھی تو ہے اس کے ساتھ.

قاسم :- ہے... اور بہت نیک اور پُر خلوص آدمی ہے مگر.... میں پھر بھی

فکر مند ہوں تیمور... تم اسے جا کر لے کیوں نہیں آتے؟

تیمور :- (چونک کر) میں؟... ڈیڈی میں تو ایک لمبے کپے فارغ نہیں ہوں.

دو تین شپ منٹس بھیجی ہیں اس ہفتے کے اندر اندر....

قاسم :- تو پھر میں چلا جاتا ہوں.

تیمور :- آپ کیسے جاسکتے ہیں، آپ کو تو سانس کی تکلیف ہے.

قاسم :- کیٹی میری بیٹی ہے تیمور اور خدا نخواستہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو پھر میں اپنا

سانس بچا کر کیا کروں گا.

تیمور :- (قدرے سوچ کر) میں قاضی کو بھی ساتھ لے جاتا ہوں مگر مجھے یقین ہے کہ

وہ مہرا میں دھکے کھانے کے بعد اس وقت باقی ایرواپس کراچی آدمی

ہوگی....

———— CUT ————

منظر ۸

(کیٹی بگ بگ کلوز سے ادپن کرتے ہیں، اس کے چہرے پر ایک طانیت سے

پُر مسکراہٹ ہے، پہل آؤٹ کرتے ہیں، تودہ اونٹ پر بیٹھی ہوئی ہے اور کارداں

جار رہے.)

———— CUT ————

(کارداں کے چند شاٹس - پھر شام ہوتی ہے، کارداں رکتا ہے، نیچے لگتے ہیں....)

خان زمان دیکھ بھال کر رہا ہے، کیٹی (وہ تمام وقت کراچی کے جدید ترین لباسوں

میں ہے۔ اُس کا لباس بہت ہی نمایاں طور پر ماڈرن ہونا چاہیے، ہاتھ میں نوٹ
بک پکڑے چیزیں لکھ رہی ہے۔ پھر نہانہ بدوش عورتیں جو کام کرتی ہیں، ان کے
ساتھ شریک ہوتی ہے، بچوں وغیرہ سے کھیلتی ہے،

———— CUT ————

رات ہو چکی ہے۔ خان زمان کے خیمے میں ایک دوپٹے، ایک دوخانہ بدوش عورتیں اور کئی
کھانا کھا کر فارغ ہو چکے ہیں۔

خان زمان :- آپ تو بہت تھک گئی ہوں گی بی بی۔

کیٹی :- میں ہنسکراتی ہے، میں نے تو زندگی کا پہلا سانس آج لیا ہے خان زمان

صاحب میں تو اب تک ایک ڈبے میں بند تھی، پیکڈ تھی۔

خان زمان :- (کچھ نہ سمجھتے ہوئے) اس کا مطلب ہے کہ آپ تھکی نہیں۔

کیٹی :- تھک تو گئی ہوں لیکن آپ کے اونٹوں میں سے مجھے بونہیں آتی۔ THEY

DO NOT SMELL.

خان زمان :- قدرے ناگواری سے، اچھا اچھا، جاؤ اپنے خیموں میں آرام کرو۔

صبح منہ اندھیرے رواں ہونا ہے۔

کیٹی عورتوں کو سلام کرتی ہے اور باہر آ جاتی ہے،

———— CUT ————

د اپنے خیمے کی طرف جا رہی ہے۔ قافلے سے کچھ دور صحرا میں اُسے آگ جلتی ہوئی نظر

آتی ہے۔ قدرے خوفزدہ ہوتی ہے مگر پھر تجسس سے مجبور ہو کر قریب جانے لگتی ہے۔

جب وہاں پہنچتی ہے تو آگ کے سامنے ایک بوڑھا بیٹھا ہوا ہے۔ تقریباً ۷۲ برس

کا لیکن جسمانی طور پر بالکل صحت مند اور توانا۔ بڑی بڑی چمکتی ہوئی آنکھیں ہنسی

فارسی چہرے پر ریت کے ذرے، آگ کو گھور رہا ہے۔

کیٹی :- (ڈرتے ڈرتے) السلام علیکم۔

بوڑھی نظریں اٹھا کر اسے کچھ دیر کے لیے گھورتا ہے: کیٹی پھر انتہائی خوفزدہ لہجے میں سلام کرتی ہے،

بوڑھا :- وعلیکم السلام

کیٹی بوڑھے سے بے حد متاثر ہے مگر رعب کی وجہ سے کچھ نہیں کہہ پاتی۔ اور ایک کھسیانی اور ڈری ڈری سی مسکراہٹ لیے واپس آ جاتی ہے،

———— CUT ————

(تیمور اور قاضی اتر پورٹا پر اترتے ہیں، ایک جیپ میں بیٹھتے ہیں، شہر سے نکل کر باہر پھر دیوان پہاڑی سڑک پر۔ اُس جگہ جہاں مُراد اور کیٹی اترے تھے، رُکتے ہیں، کسی سے راستہ پوچھتے ہیں اور مُراد کے گاؤں میں پہنچتے ہیں،)

———— CUT ————

(مُراد کا گھر۔ مُراد بتا چکا ہے کہ کیٹی کارواں کے ساتھ جا چکی ہے، قاضی چارپائی پر بیٹھا ہے، تیمور کا موڈ خراب ہے۔ یہ منظر نسبتاً فاسٹ ریکارڈ کیا جائے،)

تیمور :- تم نے اسے جانے کیوں دیا؟

مُراد :- وہ تو آپ کے روکے نہیں رُکتی تھیں تیمور صاحب میں تو....

تیمور :- یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے... یہ خانہ بدوش تو جبراً تم پیشہ اور خطرناک

قسم کے لوگ ہوتے ہیں، کیوں قاضی۔

قاضی :- میں نے کبھی کوئی خانہ بدوش دیکھا نہیں جی...

مُراد :- خانہ زمان میرا بھائی ہے صاحب، میرے جیسا ایک آدمی۔

تیمور :- (کچھ سوچ کر) وہ کتنی دُور گئے ہوں گے؟

مُراد :- تین دن ہو گئے.... انہیں کوپ کیے ہوئے۔

تیمور :- قاضی

قاضی :- (اُچھل کر کھڑا ہوتا ہے) جی سر!

تیمور :- دو اور جیپوں کا بندوبست کرو۔ سفر کے لیے ڈبوں میں بند خوراک، دودھ کافی وغیرہ اور دینیے، سیلینگ، یگز وغیرہ ہم بھی کل صبح کوچ کر جائیگے۔

(قاضی نوٹ بکس پر تمام چیزیں اس دوران لکھتا ہے اور آخری فقرے کے ختم ہوتے ہی باہر نکل جاتا ہے)

تیمور :- (مراد کی طرف دیکھتے ہوئے) یہ سب تمہارا قصور ہے۔

———— CUT ————

دھرا میں تین جیپیں دھول اڑاتی ہوئی جا رہی ہیں۔ ان میں ایک میں قاضی اور تیمور ہیں۔ دوسری میں بابا مراد اور تیسری میں صرف ڈرائیور اور کچھ سامان ہے۔

———— CUT ————

(کارواں سے دور پیرخان کو دکھایا جائے جو اپنی دھن میں مگن ساڑ بجاتا، ہوا جا رہا ہے، کارواں جا رہا ہے کیٹی اور خان زمان پیدل چل رہے ہیں۔ کیٹی کا لباس وہی ہے مگر دھوپ میں چلنے سے اس کا چہرہ قدرے وحشی سا لگ رہا ہے)

کیٹی :- خان زمان آپ کا کبھی جی نہیں چاہا کہ آپ کا ایک گھر ہو۔

خان زمان :- (اونٹوں پر بندھے خیموں کی طرف اشارہ کرتا ہے) گھر تو ہے کیٹی بی بی۔

کیٹی :- نہیں یہ والا نہیں، اینٹ اور سیمنٹ سے بنا ہوا بالکل پکا گھر۔

خان زمان :- ایسا گھر تو ڈرے ہوئے لوگ بناتے ہیں۔ اپنے آپ کو چھپانے کے لیے۔

ہم کسی سے نہیں ڈرتا (ساتھ ساتھ اونٹوں کو آواز لگا رہا ہے) بالکل پکا

گھر تو ایک ہی ہے قبر زندہ لوگ قبر میں کیوں بند ہو؟ آپ تھک گیا ہو تو

ادنت پر بیٹھ جاؤ۔

کیٹی :- تھک تو گئی ہوں خان زمان (ہنستی ہے) صرف چار دن میں کیٹی قاسم۔
 کیٹی خانہ بدوش تو نہیں بن سکتی۔ (اونٹوں کی طرف دیکھتی ہے) پھپھلی شب
 والے بوڑھے پر نظر پڑتی ہے جو بالکل سامنے دیکھ رہا ہے۔ ایک اونٹنی پر
 سوار ہے۔) خان زمان یہ بوڑھا آپ کے قبیلے کا ہے ؟

خان زمان :- نہیں۔

کیٹی :- کون ہے ؟

خان زمان :- پتہ نہیں چھ سات روز پہلے صحرا میں سے اس طرح نمودار
 ہوا، جیسے ریت کا ایک بگولا ہو... کہنے لگا، کدھر جا رہے ہو ؟ میں نے اپنی
 منزل کا بتایا، بولا میں بھی ادھر کو جاتا ہوں ہمارا ہم سفر بن گیا۔
 کیٹی :- لیکن یہ ہے کون ؟ کہاں سے آیا ہے ؟ کہاں جائے گا ؟

خان زمان :- صحرا سے نکلا ہے، صحرا میں گم ہو جائے گا... ہو ہو ہو (اونٹوں
 کی طرف جاتا ہے)

کیٹی :- (بوڑھے کی طرف دیکھتی ہے)

— CUT —

رات کا وقت، کارواں خیمہ زن ہے۔ کیٹی کے پہرے کو دکھاتے ہیں۔ پھر کارواں سے
 پہرے بوڑھے (گل شیر) کو آگ کے سامنے بیٹھے دکھاتے ہیں۔ بوڑھے کے کلوز پر خان زمان
 کی آواز اور لیپ ہوتی ہے۔ صحرا میں سے اس طرح نمودار ہوا جیسے ریت کا ایک
 بگولا ہو... صحرا سے نکلا ہے، صحرا میں گم ہو جائے گا۔ کیٹی اسے دیکھتی رہتی ہے پھر
 جلدی سے اپنے نیچے میں سے ایک پلیٹ اور ایک گلاس لاتی ہے اور بوڑھے کی طرف
 جاتی ہے،

کیٹی :- (جھپکتے ہوئے) آپ کے لیے کھانا... (کھانا اس کے آگے رکھ دیتی ہے۔)

وہ خاموش بیٹھا رہتا ہے،

کیٹی :- میں یہاں ... بیٹھ جاؤں، (گل شیر آنکھوں سے اشارہ کرتا ہے) بیٹھ جاؤ،

کیٹی :- آپ کچھ کھائیں بابا ...

گل شیر :- (مسکراتا ہے) میں نے کھالیا،

کیٹی :- (جلدی سے) میرا نام کیٹی قاسم ہے اور آپ کا ...

گل شیر :- گل شیر

کیٹی :- بہت رعب دار نام ہے ... آپ کہاں سے آئے ہیں؟

گل شیر :- (صحرا کی طرف) ادھر سے

کیٹی :- اور کہاں جائیں گے؟

گل شیر :- (مخالف سمت میں اشارہ) ادھر (کھانتا ہے) کھانسی کا مختصر دورہ،

کیٹی :- آپ بیمار ہیں؟

گل شیر :- (پلیٹ اور گلاس اٹھاتا ہے) تم جاؤ (پھر کھانتا ہے)

(کیٹی پلیٹ اور گلاس اٹھا کر واپس چل دیتی ہے، مگر پیچھے دیکھتی رہتی ہے، گل شیر

کھانسی کی وجہ سے دہرا ہورہا ہے،)

———— CUT ————

(صحرا میں تین جیپیں آگے والی جیپ رکتی ہے، ڈرائیور باہر آتا ہے، ادھر ادھر

دیکھتا ہے)

تیمور :- (بے صبری سے) اب کیا ہوا ہے؟

ڈرائیور :- صاحب ہم رستہ بھول گئے ہیں،

تیمور :- OH GOD، قاضی،

قاضی :- YES SIR،

تیمور :- یہ کس قسم کا گائیڈ ہے کہ رستہ بھول گیا ہے ۔

قاضی :- بس یہی ملتا تھا سر ۔

ڈرائیور :- صاحب آپ انفری بہت کرتا ہے اس لیے ہم رستہ بھول گیا ۔۔۔

تیمور :- (اُسے گھورتا ہے) کیٹی قاسم اگر تم مجھے مل گئیں تو دیکھو میں تمہارا کیا حشر

کرتا ہوں ۔۔۔ کچھ اندازہ بھی نہیں ؟

ڈرائیور :- میرا خیال ہے کہ ۔۔۔ شاید ادھر

تیمور :- تو پھر چلو

(جیسپوں میں بیٹھتے ہیں، جیسپیں جا رہی ہیں، دور پیرخان اپنا ساز گلے میں ڈالے

اکیلا جا رہا ہے، تیمور جیپ روکتا ہے،

تیمور :- ہے ۔۔۔ ہیلو مسٹر۔

پیر :- سلام صاحب ۔

تیمور :- کون ہو تم ؟

پیر :- پیرخان ۔

تیمور :- کہاں جا رہے ہو ؟

پیر :- کہیں بھی نہیں ۔

تیمور :- (چاروں طرف دیکھ کر) اکیلے سفر کرتے ہوئے ڈر نہیں لگتا ۔

پیر :- (اپنے ساز کو ہاتھ لگا کر) اکیلا نہیں ہے ۔ یہ دوست میرے ساتھ ہے ۔

تیمور :- گھر کہاں ہے تمہارا ؟

پیر :- گھر ؟

تیمور :- رہتے کہاں ہو ؟

پیر :- (اپنے چاروں طرف اشارہ کر کے) ادھر ۔۔۔ یہ میرا گھر ہے ۔۔۔ دھن ہے ۔

(یہاں پر تیمور کا عالی شان گھر اور پھر ان پہاڑوں کا ایک مونٹناژ)

قاضی :- پیر صاحب ادھر سے کوئی قافلہ گزرا ہے؟

پیر :- گزرا ہے... ادھر کو جا رہا تھا۔

تیمور :- (جلدی سے) تو پھر ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ، ہمیں راستہ بتاؤ۔

(پیر جھجکتے ہوئے بیٹھ جاتا ہے اور ایک طرف اشارہ کرتا ہے۔ جیسے چل دیتی

ہیں۔ تھوڑی دور جا کر جیسے رکتی ہیں۔)

تیمور :- اب کیا بات ہے؟

(پیر خاموشی سے اُترتا ہے، جیسوں سے کچھ دور جا کر ریت دیکھتا ہے۔ پھر آسمان

کی طرف دیکھتا ہے۔ کچھ سو نگھتا ہے اور واپس آ جاتا ہے)

پیر :- صاحب ہم اپنے وطن میں اونٹ پر جاتا ہے یا پیدل چلتا ہے اور راستہ ہم کو خود

بنو داتا ہے... لیکن اس موٹر کار پر نہیں آتا ہے۔ اس لیے نیچے اتر کر زمین

پر پاؤں رکھنا تو زمین نے ماستہ بتایا... ادھر چلو۔

(تیمور کچھ نہ سمجھتے ہوئے سر ہلاتا ہے۔ اور جیسے چل دیتی ہیں،)

———— CUT ————

رات کا وقت، جیسے کھڑی ہیں تیمور قاضی، پیر خان آگ کے قریب بیٹھے ہیں۔

دراپور اور مراد آتے ہیں۔ ہاتھ میں کچھ خوراک۔

مراد :- صاحب ایک بھیڑوں والے نے مہربانی کی... یہ تھوڑا سا دودھ اور روٹی۔

تیمور :- قاضی! کیا خوراک کے تمام ٹن ختم ہو گئے ہیں؟

قاضی :- جی سر... بس اتنے ہی ملے تھے۔

تیمور بٹسے روٹی چباتا ہے اور دودھ گھونٹ بھرتا ہے

(ڈیزالو)

(مرف تیمور اور قاضی بیٹھے ہیں۔ کچھ فاصلے پر پیرخان بیٹھا اپنا ساز بجا رہا ہے،
تیمور :- میں کبھی زمین کی قربت میں نہیں رہا۔ زندگی فلیٹوں اور دفنوں میں
گزار دی...)

قاضی :- یقیناً ایک شاندار زندگی سر۔
تیمور :- (ارد گرد اشارہ کر کے) کیا یہ سب کچھ شاندار نہیں ہے... اس زمین،
اس صحرائے مجھے دھیمہ کر دیا ہے، میں اپنی پریسنگ انگیجنٹس اور کاروباری
بھاگ دوڑ بھولتا جا رہا ہوں۔
قاضی :- اگلے ہفتے آپ کو شک ہوم کی انٹرنیشنل نمائش پر جانا ہے۔
تیمور :- میں ابھی بھی نہیں جا رہا قاضی... کہیں بھی نہیں (مسکرا کر تلخیں
بند کر لیتا ہے)

CUT

(کارواں خیمہ زن ہے۔ گل شیراگ کے سامنے بیٹھا ہے کیٹی آتی ہے)
گل شیر :- (مسکرا کر) آجاؤ... آؤ... بیٹھو...
کیٹی اس کی مہربانی پر حیران ہے اور بیٹھ جاتی ہے،
گل شیر :- آج میرے لیے کھانا نہیں لائی؟
کیٹی :- (ناراض ہو کر) آپ نے کل جو نہیں کھایا تھا،
گل شیر :- (شرارت سے) تمہارے جانے کے بعد کھالیا تھا... کیٹی اٹھنے لگتی
ہے جیسے کھانا لانے جا رہی ہو، نہیں نہیں آج میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ کل
گھر جا کر کھاؤں گا۔
کیٹی :- گھر؟ آپ کا گھر کیسا ہے بابا جی۔
گل شیر :- پتہ نہیں اب کیسا ہے... مجھے پچاس سال ہو گئے اس کا دروازہ دیکھے

ہوئے....

کیٹی :- پچاس؟ .. کہاں رہے آپ اتنے سال؟

گل شیر :- خدا کی اس زمین پر... اس وسیع صحرا کی آغوش میں...

کیٹی :- آپ گھر کیوں نہ گئے؟

گل شیر :- میں گھر جا نہیں سکتا تھا۔

کیٹی :- لیکن کیوں!

گل شیر :- (آگ کو ایک لکڑی سے الٹا پلٹتا ہے) آگ... بجھ گئی ہے... باقی
راکھ ہے۔

کیٹی :- آپ پچاس برس تک گھر کیوں نہ گئے بابا؟

گل شیر :- اب میں گھر کے قریب ہوں۔ مجھے اس کے فرش، دروازوں اور دیواروں

کی خوشبو آرہی ہے... میرا چہرہ دکھیتی ہو؟ اس پر پچاس برس کی

جدائی کی ریت ہے... کل یہ جدائی ختم ہو جائے گی

کیٹی :- آپ گھر کیوں نہ گئے بابا؟

گل شیر :- مجھے گھر نے اپنے آپ میں سے نکال دیا بیٹے۔ مجھے جلا وطن کر دیا... صرف ایک

چہرے کی چاہت کی خاطر۔

کیٹی :- وہ کس کا چہرہ تھا؟

گل شیر :- حسن بانو کا... (وہ ماضی میں جا چکا ہے۔ یہاں پر یا تو گل شیر بولتا رہے

یا اس کے اور کیٹی کے چہرے پر ڈائلاگ اور ریپ کیے جاتے ہیں) ... مشکل سے

پندرہ بیس گھریے تھے ہمارے گاؤں میں... سب کے سب قلعوں کی طرح۔

شام سات بجے سب گھروں کے دروازے بند ہو جاتے... دشمن سے خطرے

کی وجہ سے... حسن بانو کو میں نے پہلی مرتبہ اپنے بھائی کی شادی پر دیکھا۔

حسن بانو کو دکھایا جائے مسکراتی ہوئی، پرانے بلوچی لباس میں ایک نوخیز لڑکی، میں اس وقت بیس بائیس برس کا تھا۔ (گل شیر کا نوجوان چہرہ دکھایا جاتا ہے) ہمارے گاؤں والے غیور لوگ تھے۔ سخت لوگ تھے۔ اس قسم کا ملنا جلنا پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر ہم دونوں مجبور ہو گئے۔۔۔ حسن بانو کے حسن نے اور میرے دل کے سچ نے ہمیں مجبور کر دیا۔۔۔ شام سے پہلے ہم گاؤں سے باہر آ جاتے اور بچوں جیسی معصوم باتیں کرتے (فلش بیک۔ حسن بانو اور شیر گل کسی ٹیلے کی اوٹ میں بیٹھے مسکرا رہے ہیں حسن بانو تم نے آج کھایا کیا تھا؟ گل شیر تمہاری اونٹنی اب دودھ کیوں نہیں دیتی، بس اسی قسم کی باتیں۔۔۔ اور پھر ہم شام اترنے سے پہلے، گھروں کے دروازے بند ہونے سے پیشتر گاؤں واپس آ جاتے۔ ایک روز پتہ نہیں کیسے وقت ہمارے پاس سے گزر گیا۔ ہم باتیں کرتے رہے۔ اور ہمیں دیر ہو گئی۔ گاؤں واپس جانے کے بعد جب میں اپنے گھر کے قریب پہنچا تو۔۔۔

————— فلش بیک —————

(چند گھروں کا گاؤں۔ درمیان میں ایک چوڑی ریت آلود گلی یا سڑک، گل شیر اپنے گھر کے قریب پہنچ چکا ہے۔ پیچھے سے کسی کے بھاگنے کی آواز آتی ہے۔ مڑ کر دیکھتا ہے تو حسن بانو اندھا دھند بھاگتی چلی آ رہی ہے۔ گل شیر آگے بڑھتا ہے،

گل شیر :- بانو۔۔۔ ادھر کدھر آ رہی ہو؟

بانو :- (سراسیمہ۔ خوفزدہ) گل شیر غضب ہو گیا۔۔۔

گل شیر :- کیا ہوا ہے؟

بانو :- میرے گھر کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

گل شیر :- اوہ خدایا۔